رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

ہفتہ میں دوبار ... قادیان

جلد ۵ | ۱۶ فروری ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ حضور گذشتہ تین جمعوں سے تعلق باللہ اور کامل ایمان کے متعلق خطبات فرما رہے ہیں۔ جن میں سے ایک خطبہ اس پرچہ میں درج کیا گیا ہے اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابھی تک تین خطبات میں صرف تمہید ہی بیان ہوئی ہے۔ امید ہے کہ احباب نہایت توجہ اور غور سے ان خطبات کا مطالعہ کریں گے

معاصر الحکم سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس دفعہ بھی احمدیہ کانفرنس ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگی۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴۔ فروری میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے اللہ بخش صاحب بنوں۔ محمد یعقوب صاحب کراچی۔ سید اقبال حسین صاحب الہ آباد۔ حافظ عبدالحمید صاحب منصوری۔ میاں غلام ...

خواجہ حسن نظامی اور محکمہ سی آئی ڈی

خواجہ حسن نظامی صاحب نے پچھلے دنوں "جوان اور روپے والی عورت رشوت میں" کے عنوان سے جو ایک لغو اور بیہودہ تحریر اخبارات میں شائع کرائی تھی اور جس کے متعلق ہم ۲۔ فروری کے الفضل میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اس کی نسبت لکھنؤ کے جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے پیام صلح کے ذریعہ خواجہ حسن نظامی سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ

"اس خط کو تمام و کمال۔ جو لکھنؤ سے گیا ہو پیام صلح میں شائع کر دیں۔ یعنی اس کا عکس دیدیں۔ ...... میں نے جس قدر تحقیق کیا ہے۔ وہ اپنے بیان میں غلط معلوم ہوتے ہیں۔ اور کم سے کم انھوں نے واقعات کو بڑھا دیا ضرور ہے"

اس کے جواب میں خواجہ حسن نظامی کی طرف سے ۱۴۔ فروری کے پیام میں یہ الفاظ چھپے ہیں۔ کہ "میں نے عورت مذکور کے خطوط کا عکس محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کی تحقیقات مکمل ہو جانے سے اصل خطوط کی نقل آپ کو بھیجدی جائیگی۔

اول تو یہی بات قابل تعجب ہے۔ کہ جب خواجہ حسن نظامی صاحب نے۔ ان خطوط کو "محکمہ سی آئی ڈی کے سپرد کر دیا ہے" تو پھر کس عقل و خرد کے کام

نیکہ اس کا اعلان اخبار میں کرایا ہے - کیا اس طرح محکمہ سی - آئی - ڈی کے سپرد کرنے کی غرض کو نقصان نہیں پہنچیگا - دوسرے قابل حیرت امر یہ ہے - کہ جب ۵ - فروری کے اخبار ستارہ صبح میں دو معزز خواتین "حمیدہ بیگم" اور "کاظمی بیگم" کی طرف سے اس خاتون سے ڈیفنس کے طور پر جن کو خواجہ صاحب فرضی سمجھ رہے ہیں - ایک مضمون شائع ہو چکا ہے - جس میں تفصیلی حالات مذکور ہیں - تو پھر حسن نظامی صاحب نے محکمہ سی - آئی ڈی کو خواہ مخواہ کی تکلیف کیوں دی - اور کیوں نہ ان معزز خاتون سے جنہوں نے ان کو خط لکھنے والی خاتون کی ہستی کا اس طرح اقرار کیا ہے کہ

"اس عاجزہ کو کاظمی بانو صاحبہ کے ساتھ دیرینہ انس ہے"

اور اپنا پورا اور مکمل پتہ بھی دیا ہے - جسے ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح نے بھی "پتہ کی پوری تصدیق - اور راقمہ خط کی پوری نشان دہی" قرار دیا ہے - ان سے دریافت کر لیا - لیکن اگر انہیں پہلے اس بات کا خیال نہیں آیا - تو کیا اب وہ ایسا کر کے محکمہ سی آئی ڈی کو تکلیف دینے کا موجب نہ بنیں گے - یہاں ہم بھی خواتین مذکورہ کا مضمون درج کئے دیتے ہیں -

ایک جوان بیوہ عورت الغم میں جناب خواجہ حسن نظامی کا سوء ظن

برادر من جناب ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح تسلیم - سنتی ہوں کہ انصاف آپ کا شعار ہے - اور ہمدردی اسلام آپ کا شیوہ - ذیل کی چند سطور جن کے لکھنے میں کاظمی بیگم صاحبہ رئیسہ [illegible] بھی میری شریک ہیں ستارہ صبح میں درج فرما کر انصاف کی حمایت کیجئے - مجھے امیر کوٹلہ سے زکیہ بیگم صاحبہ نے "ستارہ صبح" میں اس مضمون کے چھپوانے کی ہدایت کی تھی - امید ہے آپ اس توقع کو انگار نہ ہونے دیں گے -

[illegible] سے خواجہ حسن نظامی نے اخبار پیغام [illegible] لکھنؤ میں ایک مضمون چھپوایا تھا - جس میں آپ نے لکھنؤ کی جماعت احمدیہ پر ایک عجیب غریب الزام لگایا تھا - وہ الزام یہ تھا کہ اس جماعت نے ایک فرضی عورت کاظمی بانو کی طرف سے آپ کو ایک چٹھی لکھی - جس میں اول تو آپ کو یہ پڑھاؤ دیا گیا کہ قادیانیوں کی مخالفت کا سلسلہ برابر جاری رکھئے - کہ اس کے صلہ میں آپ کو ایک معقول رقم بھی بطور نذر کے پہنچتی رہیگی - اور اسی کے ساتھ مسماۃ مذکور نے آپ سے نکاح کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی اس عاجزہ کو کاظمی بانو صاحبہ کے ساتھ دیرینہ انس ہے - اخباروں میں انہیں یوں بدنام ہوتے ہوئے دیکھ کر مجھے بہت طیش آیا - خواجہ حسن نظامی صاحب اور کاظمی بانو کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی - میں نے خود ان کی کوٹھی پر جا کر دیکھی اور اپنے بھائی کو بھی دکھائی - اور یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے بعد اس خط و کتابت کے جو باتیں اخباروں میں لکھ بھیجی ہیں - ان کا بڑا حصہ بالکل بے اصل ہے -

اس مضمون کے ذریعہ سے میں ایک دو باتوں کا انکشاف کرنا چاہتی ہوں - اول یہ کہ خواجہ حسن نظامی اپنے دعوے میں کہ کاظمی بانو نے ان سے نکاح کی درخواست کی ہے - سچے ہیں یا نہیں - دوم یہ کہ کاظمی بانو نے اپنے خط میں خواجہ صاحب کو کیا [illegible] لکھا تھا - سوم یہ کہ اگر یہ بات فرض کر لی جائے کہ کسی احمدی نے فرضی نام رکھ کر خواجہ صاحب سے خط و کتابت کی تو کیا اس خط و کتابت سے کوئی دھوکہ خواجہ صاحب کو دیا گیا - اور ان کی عزت و جان و مال پر کوئی حملہ کیا گیا -

امر اول کے متعلق میں خواجہ صاحب کے ایک خط کا اقتباس درج کرتی ہوں - جو آپ نے کاظمی بانو کو لکھا تھا - یہ خط میں نے احتیاط کے ساتھ بہن ہدایۃ النساء صاحبہ کے پاس رکھوا دیا ہے - خواجہ صاحب کے خط کا مضمون حسب ذیل ہے :-

حجرہ بین بسیر ۱۳ ربیع الاول [illegible]

"بیشک تم نے یہ درخواست تو نہیں کی - مگر تمہارے لکھنے کا پیرایہ ایسا ہی تھا - کہ لاکھ روپے کی طمع اور برطانیہ کی کرسی کے لالچ میں تم کو خود بخود نکاح کی خواہش کی جائے" حسن نظامی

خواجہ صاحب کی اس تحریر سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ بیچاری کاظمی بانو نے اپنی طرف سے کوئی خواہش خواجہ صاحب کے ساتھ نکاح کرنے کی نہیں کی - بلکہ کاظمی بانو کے خط کے پیرایہ پر آپ فریفتہ ہو گئے تھے - اس پیرایہ کا حال بھی ملاحظہ ہوتا ہے ان خطوط کی نقلیں کاظمی بانو کے پاس موجود ہیں - میں نے خود انہیں پڑھا ہے - اور اگر خواجہ صاحب جو خطوط کے مکتوب الیہ ہیں اصل تحریرات کو شائع کر سکیں تو میرے اس بیان کی جو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے لکھتی ہوں - تصدیق ہو جائیگی - کہ بجز سوالات ذیل کے ان میں اور کوئی بات درج نہیں -

۱ - وفات مسیح کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے -

۲ - شیعہ مذہب کی نسبت آپ کیا رائے رکھتے ہیں - کیا میں شیعہ مذہب کو ترک کر کے اہل سنت کے گروہ میں داخل ہو جاؤں - یا نہیں -

۳ - امام رضا علیہ السلام کے قول کے بموجب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتی ہوں - مگر امام محمد مہدی جو بارہویں امام ہیں انھیں زندہ و سلامت جانتی ہوں - موجودہ خلافت کی ترتیب غلط تسلیم کرتی ہوں - افضلیت علی علیہ السلام کی قائل ہوں - موجودہ قرآن کو لاریب اصل قرآن سے کم جانتی ہوں - آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں -

۴ - اگر آپ کا کوئی اخبار یا رسالہ نکلتا ہو - تو میں اس کی امداد کی خواہشمند ہوں - اور وہ بھی اس لئے کہ آپ نے قادیانی صاحب کو مباہلہ کی دعوت دی - اور میں آپ کے عجائبات اور کرامات کی مشتاق ہوں -

بس صرف یہی وہ باتیں ہیں - جو کاظمی بانو نے لکھیں سمجھ میں نہیں آتا کہ رنگین مزاج خواجہ صاحب کو ان باتوں میں کیا نظر آیا جس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ کاظمی بانو ان سے نکاح کرنے کی خواہشمند ہیں -

خواجہ صاحب نے کاظمی بانو کے سوالات کے جواب میں جو تحریر لکھی - میں اسے بھی یہاں حرف بحرف نقل کئے دیتی ہوں

"تم جس مذہب میں پیدا ہوئی ہو - وہی قائم رکھو - میں تبدیل عقائد کا مشورہ نہیں دے سکتا - مذہب شیعہ میں سوائے تقیہ اور تبرے کے اور کوئی برائی مجھے معلوم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۶ فروری ۱۹۱۸ء

ظالموں کے ہاتھوں احمدیوں کا ستایا جانا کس بات کی علامت ہے

ہمارے مخالف خوش ہیں۔ کہ ہمیں وہ ہر جگہ تنگ کر رہے ہیں۔ ان کی خوشی کی انتہا نہیں کہ انھوں نے جس قدر ان کی طاقت میں تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بعض مقامات پر قوانین حکومت وقت سے تجاوز کر کے ہمارے امن و چین کو غارت اور ہمارے آرام و آسائش کو برباد کر دیا ہے۔ وہ اپنے خیال میں سمجھے ہوئے ہیں کہ احمدیوں کو جس قدر بھی ان سے بن آئے تکلیف دینا عین ثواب اور موجب حصول رضاء الٰہی ہے۔ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم جو احمدیوں کو تکالیف پہنچا رہے ہیں ان کو دکھ دے رہے ہیں۔ اور وہ بڑے صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ احمدی لوگ حق پر نہیں۔ اور اب تو ان کے یہ خیالات زبانوں سے گذر کر نوک قلم پر آگئے ہیں اور وہ اپنی ستم شعاریوں اور جفا کاریوں کو بڑے فخر کے ساتھ اپنے اہل حق اور احمدیوں کے اہل کذب ہونے کے دلائل کے طور پر اخباروں کے ذریعہ مشتہر کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ یکم فروری ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ایک کشفی صاحب کی طرف سے جن ظالمانہ کارروائیوں کا اعلان ہو چکا ہے۔ ان کو ہم کسی گذشتہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا کسی جماعت پر ظلم و ستم کیا جانا واقعی اس امر کی دلیل ہوتی ہے۔ کہ وہ باطل پر ہے اگر ایسا ہے تو پھر تمام انبیائے سابقین کی راستبازی پر حرف آجائیگا۔ اور وہ مشتبہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اگر احمدی بعض ظالم طبع اور جفا پیشہ لوگوں کے ہاتھ سے دکھ و تکالیف اٹھا رہے ہیں۔ مصائب و آلام میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ... دکھ اور سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔ تو پہلے انبیاء کے ماننے والوں کے ساتھ بھی ان کے مکفر ایسا ہی سلوک کرتے رہے ہیں۔ ہمارے مخالفین دیگر انبیاء کے قبول کرنے والوں کے مصائب و آلام کو جانے دیں۔ صرف اسی نبی کے متبعین کی ابتدائی حالت پر نظر کریں۔ جس کی امت میں سے ہونے کا انھیں دعوےٰ ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار عرب کے ہاتھوں دردناک اور روح فرسا مصائب نہیں جھیلے۔ اور اس کی ایک دو نہیں بلکہ بیشمار مثالیں صفحۂ تاریخ پر موجود ہیں۔ جو ظالموں کی جفا کاری اور مظلوموں کی بے گناہی کا زندہ جاوید ثبوت ہیں۔ اگر ہیں تو کیا نعوذ باللہ رسول کریمؐ اور آپ کے ماننے والوں پر کوئی حرف آسکتا ہے۔ اور ان کے مصائب اور تکالیف کو ان کے باطل پر ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر احمدیوں کا ستایا اور دکھ دیا جانا ان کے جھوٹے ہونے کی علامت کس طرح ہو سکتا ہے۔ دیکھو اگر حضرت بلالؓ کا تپتی ہوئی ریت پر ظالم کافروں کے ہاتھوں ننگا لٹایا جانا اور گرم پتھروں کا جسم پر دھرا جانا ... ... اور ان تکالیف سے آپ کا بیہوش ہو جانا ثابت کرتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق پر نہیں تھے۔ اور آپ کے ماننے والے باطل پر تھے۔ اور اگر حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ماجدہ کا آج سے تیرہ سو برس پہلے کے کافروں کے ہاتھوں محض اسلام قبول کرنے کی وجہ سے جام شہادت پینا اور ناقابل بیان طریق سے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرنا دلالت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت اور حضور کے صحابہ اور صحابیات حق پر قائم نہیں تھیں۔ اور اگر خود سرور دو جہان سلطان دارین سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جفا شعار کافروں کے ہاتھوں متعدد بار دکھ اٹھانا۔ کبھی کعبۃ اللہ میں اونٹ کی اوجھڑی کے نیچے دبائے جانا اور غلاظت سے آلودہ کیا جانا۔ اور کبھی طائف سے اینٹ پتھر کھاتے ہوئے خون چکاں جسم کے ساتھ واپس دوڑتے ہوئے آنا ثابت کرتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ معترضین کے زعم میں باطل پر تھے۔ تو پھر ہمارے ظالم دشمنوں کو بھی حق حاصل ہے۔ کہ ہم احمدیوں کو حق پر نہ سمجھیں اور اپنی جفا کاری کو ہمارے کاذب ہونے کی دلیل ٹھہرائیں لیکن اگر ان کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا دردناک مصائب اور تکالیف اٹھانا اسلام کی صداقت پر حرف نہیں لا سکتا۔ بلکہ اس کے حق پر ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ تو پھر احمدیوں کا دکھ دیا جانا۔ اور انھیں مشکلات میں مبتلا کرنا احمدیت پر کس طرح حرف لا سکتا ہے۔ اور کیوں یہ اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔

پس وہ لوگ جنھوں نے جفا کاری کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور اس کو وہ کار ثواب سمجھتے ہیں۔ وہ سوچیں اور غور کریں کہ ان کا احمدیوں کو ستانا اور دکھ دینا کس بات کی علامت ہے۔ اور انھیں کن لوگوں کا مثیل بنا رہا ہے۔ آیا خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انسانوں کے ماننے اور قبول کرنے والوں کا۔ یا ان کے منکروں اور دشمنوں کا۔ یہی ایک ایسی بات ہے۔ جو ہم میں۔ اور ہمارے مخالفین میں فیصلہ کر سکتی ہے کہ کون جادۂ ثواب پر ہیں۔ اور کون صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں کیونکہ اگر کسی ایسی جماعت کا جو ایک نبی کے ماننے کی مدعی ہو اپنے مخالفوں سے دکھ اٹھانا اس بات کی دلیل ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ باطل پر ہے۔ تو پھر ان تمام سلسلہ ہائے انبیاء کی جماعتوں میں سے جو آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہو گذرے ہیں کوئی ایک بھی حق پر ثابت نہیں ہو سکیگی۔ کیونکہ گذشتہ انبیاء کی جماعتوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں پیش کی جا سکتی۔ جس نے اپنے مخالفوں کے ہاتھوں ابتداءً دکھ نہ اٹھائے ہوں۔

... ... حقیقت یہ ہے کہ ظالموں کے مظالم احمدیوں

کو باطل پرست ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ بتلا رہے ہیں کہ احمدی اسی راستہ سے گذر رہے ہیں جو راستبازوں کے لئے بنایا گیا۔ اور جس پر سے آج کے دن تک دنیا میں ظاہر ہونے والے راستباز گذارے گئے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک

ہاں غیر احمدی جو فخر کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیوں کو مبتلائے آلام کر دیا وہ اپنے باطل پرست ہونیکا ثبوت دے رہے ہیں۔ ان کی حالت قابل رحم ہے۔ کہ باوجود قرآن کریم جیسی کتاب اپنے پاس رکھنے کے پھر اس سنت قدیمہ سے بے خبر ہیں جو ہمیشہ سے سچوں اور جھوٹوں میں فرق کیا کرتی ہے۔ اور جس طرح ان سے پہلے مخالفین حق نے اپنی ستم شعاری کو عین حق پژوہی قرار دیا۔ اسی طرح یہ لوگ بھی اپنی ستم کیشی کو راہ حق اور طریق صواب سمجھ رہے ہیں پس ان کو چاہیئے کہ اپنے سنت انبیاء سے ناواقف ہونے پر رد میں۔ اور ستم شعاریوں پر شرمائیں

اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ احمدیت ہے

۷۔ فروری ۱۹۱۸ء کے مشرق گورکھپور میں جناب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کا وہ خطبہ شائع ہوا ہے جو آپ نے بحیثیت صدر جلسہ علماء بنگالہ کے جلسہ کلکتہ منعقدہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو پڑھا تھا اس میں اشاعت اسلام کے مبارک کام پر مسلمانوں کو بہت آمادہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ پادری صاحبان کس طرح اسلام کی تخریب کے در پے ہیں۔ اور مشنری عورتیں کن طریقوں سے مسلمانوں کی خواتین کو جادۂ توحید سے ہٹا کر ظلمات تثلیث میں لیجا رہی ہیں۔ پھر ان کے سرگرم کارکن مشنری کن کن طریقوں سے مسلمانوں کے بچوں میں دین سے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اور اپنی کوششوں کے بارور ہونے کی کیا کچھ توقعات لئے بیٹھے ہیں۔

اس خطبہ کو درج کرنے سے پہلے ایڈیٹر صاحب مشرق نے بھی "حفاظت اسلام کی تجویز" کے عنوان سے ضلع ضلع چندہ جمع کرنے کی تحریک کی ہے۔ اور جناب مولوی سید سلیمان صاحب نے بھی علماء کو بہت کچھ متوجہ کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اگر مسلمانان ہند حسب تجویز ایڈیٹر صاحب مشرق ایک پیسہ ماہوار چندہ دیں۔ اور اس طرح ایک بہت بڑی رقم ہر ماہ جمع ہو جائے تو اس سے تبلیغ اسلام اور حفاظت امت خیر الانام ہو سکتی ہے؟ پھر کیا اگر تمام علمائے ہند بھی کھڑے ہو جائیں کہ ہم دلائل کی رو سے عیسائی مشنریوں کو مغلوب کر لیں گے۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟

اس کے متعلق ہمارا حقیقت پر مبنی جواب یہ ہے کہ اگر تمام مسلمان بے شمار روپیہ..... جمع کر لیں۔ اور تمام علماء بھی کھڑے ہو جائیں تو بھی اشاعت اسلام تو الگ رہا حفاظت اسلام بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ صرف روپے کا فراہم ہو جانا۔ اور بہتی فوج جمع کر لینا ہرگز اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی ساز و سامان سے لیس، اور کثیر التعداد افواج رکھنے والی قوم پر کامیابی حاصل کر سکیگی۔

اول تو یہ ناممکن ہے کہ مسلمان اس طریق عمل پر عمل کریں جو پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب مسلمانوں کا کوئی واجب الاطاعت لیڈر ہی نہیں ہے تو کسی کو کیا حق ہے۔ کہ ان سے اپنی پیش کردہ تجاویز پر عمل کرا سکے۔ پھر مسلمانوں کے پاس اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ ان سے جو روپیہ وصول کیا جائیگا وہ اسی مقصد و مدعا کے حصول کے لئے صرف کیا جائیگا جس کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک جبکہ ایک نہیں متعدد مثالیں اس امر کی موجود ہیں۔ کہ جن لوگوں پر مسلمانوں نے اعتماد کیا۔ اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے بعض مقاصد کے لئے روپیہ دیا۔ وہ روپیہ انہیں معتمد حضرات کی یا تو ذاتی عیش و آسائش میں صرف ہوا یا ان کے خزانہ کی زیب و زینت کا باعث بنا۔ اور باوجود چندہ دینے والوں کے بار بار مطالبہ کرنے کے ایک کوڑی بھی واپس دینے کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ کیا کانپور کی مسجد کے نام پر جو چندہ کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب مشرق ہی بتلا سکتے ہیں۔ کہ اس کے امین مسٹر مظہر حق نے ان کی بے شمار یاددہانیوں اور گذارشوں کا کیا جواب دیا ہے۔ اور ابھی تک ایک حبہ بھی واپس کیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر وہ کون لوگ ہیں جن کے سپرد مسلمان اتنا بڑا سرمایہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ سب سے ضروری اور غور طلب بات دیکھنا ہے۔ اور وہ یہ کہ کیا مسلمان علماء کے وہ عقائد ہیں کہ جن کی موجودگی میں وہ مسیحی صاحبان کی دستبرد سے مسلمانان کہلانے والوں کو بچا سکتے ہیں؟

ہم صاف الفاظ میں کہتے ہیں۔ کہ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ یہ مشاہدہ ہے۔ کہ ان علماء کے وہ عقائد ہیں جن سے عیسائی مذہب کی تردید کی بجائے نہایت زبردست تائید ہوتی ہے۔ مثلاً موجودہ علماء کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح زندہ ہیں۔ اور آسمان پر خدا کے پاس اپنے خاکی جسم کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور ان کی آسمانی زندگی تمام بنی نوع انسان سے الگ ہو کر یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ وہ نہ کھانا کھاتے ہیں۔ نہ پانی پیتے ہیں۔ نہ کپڑے کی انہیں حاجت ہے نہ امتداد زمانہ کا ان پر کچھ اثر پڑتا ہے۔ اور نہ انسانی حتیاجیں انہیں لگی ہوئی ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے والے مسیحیوں کے عقیدۂ ابنیت مسیح کا ابطال کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا تمام انبیا سے بڑھ کر ان کو یہ درجہ دینا کہ وہ خالق طیور بھی ہیں۔ محی اور ممیت بھی ہیں۔ حی و قیوم بھی ہیں۔ عیسائیت کی تردید کرنا ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ ان باتوں سے تو حضرت مسیح کا تمام انبیا حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل اور اعلیٰ ہونا اور انسانی درجہ سے گذر کر خدا ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اور عیسائی صاحبان کے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت مسیح انسان نہیں بلکہ ابن اللہ اور خدا ہے۔ پس خواہ ان صفات سے حضرت

مسیح کو نعوذ باللہ ابن اللہ بھی کہا جائے ۔ تاہم عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمان علماء کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں کہ جس سے ابنیت مسیح کی تردید کرسکیں ۔ بلکہ اپنے عقائد سے ان کی تائید کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ خشک و فلسفی دلائل بھی کسی مذہب کی حقانیت کا ثبوت نہیں ہوسکتے ۔ جب تک کہ دیگر مذاہب کے سامنے وہ امتیازی اور روحانی ثبوت نہ پیش کئے جائیں ۔ جن سے کسی مذہب کے زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۔ اور چونکہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے ۔ اس لئے اس کو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں یہ امتیاز ہے کہ اس کے ماننے والوں کو خدا تعالےٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے ۔ مگر دوسرے مذاہب والے اس نعمت سے بالکل محروم ہیں ۔ اسلام اپنے پیروؤں کو اس نعمت سے بے نصیب نہیں ٹھہراتا ۔ بلکہ ان کو مژدہ دیتا ہے کہ خدا کے تقرب اور خوشنودی کی یہ دلیل ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کلام کرے ۔ دوسرے مذاہب والے کہتے ہیں خدا کا یہ طریق اظہار خوشنودی ہمارے نبی تک ہی تھا ۔ بعد میں نہ رہا ۔ یہی بات مسلمان کہتے ہیں ۔ اب ہم پوچھتے ہیں ۔ کہ جب حقانیت اسلام کی امتیازی دلیل کے پیش کرنے سے مسلمان کہلانے والے علماء بھی قاصر ہیں ۔ تو پھر ان کے ذریعہ دیگر مذاہب پر اسلام کی کیا فوقیت ثابت ہوسکتی ہے ۔ لیکن علماء کے اس خصوصیت کے انکار کردینے کی یہ وجہ نہیں ہے ۔ کہ اسلام بھی اس سے تہی ہوگیا ہے ۔ بلکہ یہ ہے کہ خود اسلام سے ناواقف اور بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اس سے محروم کئے گئے ہیں ۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے اب دنیا کو حقیقی اسلام کا چہرہ دکھلانے اور سب دینوں سے اسے غالب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کو بھیجا ۔ اور آپ کے ذریعہ اسلام کی یہ امتیازی خصوصیت تازہ اور زندہ ہوئی ۔ اور احمدیت میں اس کے بے شمار نمونے موجود ہیں ۔ اور تمام وہ باتیں جو اسلام کے غلبہ کے لئے ضروری ہیں ۔ احمدیت کے حلقہ بگوشوں میں پائی جاتی ہیں ۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان اور خصوصاً ان کے علماء احمدیت کے ان باطل شکن حربوں سے متنفر ہیں اور ان کو ضلالت اور گمراہی کہتے ہیں ۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ غیروں اور بالخصوص عیسائیوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ۔ ان تمام مضرات کا مجرب علاج احمدیت ہے ۔ اگر علماء احمدیت کے پیش کردہ نسخہ پر عمل کریں تو ہم بصیرت کی راہ سے کہتے ہیں ۔ کہ عیسائیت کو تاب و طاقت نہیں کہ اسلام کے مقابلہ آسکے ۔ لیکن اگر اس نسخہ سے تغافل برتا گیا تو سچ یہی ہے کہ احمدیت کا کچھ نقصان نہیں ان کا ہی نقصان ہوگا ۔

جماعت احمدیہ
اور
غیر مبائعین

گذشتہ ایام میں چند ایک ان لوگوں نے جو اپنی بدقسمتی سے سلسلہ احمدیہ اور مرکز سلسلہ سے اپنا تعلق قطع کرکے لاہور میں اڈا جمائے بیٹھے ۔ اور غیر مبائعین کے نام سے مشہور ہیں ۔ بحضور جناب وائسرائے ہند بالقابہ و صاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ ایڈریس پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیا تھا ۔ جو بالکل غلط اور محض دھوکہ تھا ۔ اس کے خلاف صدر انجمن احمدیہ کی ان شاخوں نے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ ریزولیوشن پاس کرکے حضور وائسرائے ہند بالقابہ و حضور وزیر ہند بالقابہ کی خدمت میں بھیجے اور اردو انگریزی اخبارات میں بھی شائع کرائے ۔ تاکہ غیر مبائعین نے جو جماعت احمدیہ کا قائم مقام ہونے کا دعویٰ کیا ہے ۔ اس کی پرزور تردید کی جائے ۔ اس پر غیر مبائعین نے اپنی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا راز افشا ہوتا دیکھ کر ۲۲ ۔ دسمبر کے پیغام صلح میں لکھ دیا کہ

> " ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری انجمن محمودی خیالات کی ترجمان ہے "

اس میں " محمودی " کہہ کر ان لوگوں کے خیالات کی ترجمانی کرنے سے انہیں انکار کرنا پڑا ۔ جو سلسلہ احمدیہ کے مرکز سے تعلق رکھتے ۔ اور ایک واجب الاطاعت امام حضرت مرزا بشیرالدین **محمود احمد** کے ماتحت ہیں ۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے ۔ کہ بقول ان کے ان محمودیوں کی تعداد کتنی ہے ۔ اس کے لئے ہم غیر مبائعین ہی کا تازہ اندازہ پیش کرتے ہیں ۔ ۱۶ ۔ جنوری ۱۹۱۸ء کے پیام میں اپنی حالت زار کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے ۔ کہ

> " ہمیں اس طرح سے ذلیل و خوار ثابت کرنے اور **ان بیشمار ناواقف احمدیوں کو جو محمودی حلقہ بیعت میں آچکے ہوئے** ہیں ۔ ہم پر بدظن کرنے اور ان کی نظروں سے گرادینے کے لئے کیا کیا تدابیر نہیں کی جاتیں "

یہ الفاظ صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ مبائعین کو غیر مبائعین اپنی نسبت بہت زیادہ مانتے ہیں ۔ اس لئے انہیں کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ ایک کثیر التعداد جماعت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیں ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ اس غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے انہیں خود بھی ندامت محسوس ہوئی ہو لیکن بجائے اس کے کہ صاف طور پر اس کا اعتراف کریں ایک الٹا طریق اختیار کیا ہے ۔ اور وہ یہ کہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سکرٹری مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف سے اخبارات میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اپنی کارگذاری کو پیش کرکے نتیجہ کے طور پر لکھا گیا ہے کہ

> " ان سب واقعات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ یہ انجمن جماعت احمدیہ کے کسی فریق کی بھی نمائندہ نہیں ۔ سوائے عام لوگوں کو مغالطہ دینے اور انہیں غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کے اور کوئی بھی مدعا نہیں رکھتا "

معلوم نہیں اس مغالطہ دہی کو کس کی طرف منسوب کیا گیا ہے ۔ ہماری کسی تحریر سے تو یہ نہیں دکھایا جاسکتا ۔ کہ ہم نے غیر مبائعین کو کسی فریق کا نمائندہ نہیں کہا ۔ ہاں ہم نے یہ کہا ہے ۔ اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کے نمائندے نہیں کہلا سکتے ۔ چنانچہ اس کا اعتراف انہوں نے خود " کسی فریق " نہ کہ جماعت کا نمائندہ ہونے سے کرلیا ہے ۔ باقی رہا یہ کہ اس " فریق " کی جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو ۔ وہ تعداد کے لحاظ سے انہیں کے الفاظ میں اوپر بتلائی جاچکی ہے ۔ اس کے علاوہ جو " واقعات " انہوں نے پیش کئے ہیں ۔ ان کا صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

صحیح طریق سے کوشش کرنے پر کامیابی حاصل ہوتی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
فرمودہ یکم فروری ۱۹۱۸ء

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسکین والمہجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم (۲۴ - ۲۲)

میں آج بوجہ بیماری اور علالت کے کچھ زیادہ نہیں بیان کر سکونگا۔ مگر مختصر الفاظ میں ایک نہایت اہم اور ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں

ناکامی کی وجہ

دنیا میں اکثر ناکامیاں۔ اور بہت سی نامرادیاں اس وجہ سے نہیں ہوتیں۔ کہ لوگ اپنے مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے ہوتی ہیں۔ کہ اکثر لوگ ان طریقوں اور سامانوں سے واقف نہیں ہوتے جن کے ذریعہ اس کام میں کہ جس کے پیچھے وہ لگے ہیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس چونکہ وہ ان قواعد سے واقف نہیں ہوتے جن کے نتیجہ میں کامیابی ہوتی ہے۔ اور ان سامانوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ جن کے مہیا کرنے کے بعد مراد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی کوشش اور سعی بے سود رہتی ہے۔ کیونکہ جب تک انسان ان ذرائع کو استعمال نہ کرے جو کامیابی کے لئے مقرر ہیں۔ اس وقت تک وہ خواہ کتنی ہی کوشش کرے۔ مراد حاصل نہیں کر سکتا۔

کامیابی صرف مشقت کے برداشت کرنے سے نہیں ہو سکتی

مثلاً ایک شخص پیاسا ہے اور اسے پانی کی ضرورت ہے اب یہ نہیں ہوگا کہ ایک خاص حد تک کوشش کرنے سے اسے پانی مل جائیگا۔ گو پانی اس کے پاس ہی موجود ہو۔ اور اس تک اس کا ہاتھ بھی پہنچ سکتا ہو۔ لیکن اگر وہ اس طریق سے پانی کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا جس سے وہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تو خواہ اس کوشش سے ہزار درجہ بھی زیادہ محنت اور مشقت اپنے اوپر ڈال لے پانی حاصل نہیں کر سکیگا۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ہی پانی کا بھرا ہوا گھڑا موجود ہو اس کے لئے پانی حاصل کرنے کا صحیح طریق تو یہ ہے۔ کہ گھڑے کے پاس جا کر اسے اٹھائے۔ اور خواہ برتن میں خواہ چلو میں پانی لے لے۔ لیکن اگر وہ اس گھڑے کے پاس نہیں جاتا اور اس سے ایک گز دور بیٹھ کر ہاتھ جوڑتا۔ اور بڑی عاجزی اور رقت سے کہتا ہے۔ اے پانی میرے منہ میں آجا۔ اور اس کے لئے روتا چلاتا اور بڑی آہ وزاری کرتا ہے اور وہ بھی ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ متواتر کئی دن۔ اس طرح اسے اس شخص کی نسبت جس نے گھڑا اٹھا کر پانی لے لیا ہو تکلیف تو بہت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن کیا اس کو پانی حاصل ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس نے پانی حاصل کرنے کے لئے وہ طریق اختیار کیا ہے۔ جو غلط ہے۔ اور اس کے زیادہ تکلیف اور مشقت اٹھانے۔ اور زیادہ وقت خرچ کرنے سے پانی نہیں مل جائیگا۔ پانی اس کو ملیگا جس نے گھڑے کو اٹھا کر اس سے پانی نکالا ہوگا۔ اس کی پیاس بجھ جائیگی۔ مگر اس کی اور زیادہ ہوگی۔ کیونکہ ہر ایک وہ کام جس سے انسان کے جسم سے رطوبت خارج ہوتی ہے۔ وہ پیاس بڑھانے والا ہوتا ہے۔ اور چونکہ رونے سے بھی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ اس لئے پیاس بڑھتی ہے۔ تو کامیابی ایک حد تک مصیبت اور مشکل اٹھانے کا نام نہیں۔ بلکہ ان ذرائع کے استعمال کرنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو خدا نے کسی کام کے لئے مقرر کئے ہوتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر خواہ کوئی کتنی محنت اور مشقت اپنے اوپر رکھے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مذاہب یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک ہی مذہب ایسا ہو سکتا ہے کہ جس پر چل کر اصل مقصد اور مدعا حاصل ہو سکتا ہے اسی لئے ہر ایک مذہب والے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا ہی مذہب سچا ہے اور باقی سب جھوٹے۔ گو بعض مذہب والوں نے اس کو وسیع کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ اور مذاہب کے ذریعہ بھی خدا تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جب ان سے گفتگو کی جائے۔ تو وہ بھی یہی ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ درحصل ایک ہی مذہب ایسا ہو سکتا ہے۔ جس پر چل کر انسان کو کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا۔ جو اپنے مذہب کے احکام کے مطابق کام کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اسے نجات نہ ملے ان کے اس خیال کا اگر ازالہ ہو سکتا ہے۔ تو اسی بات سے کہ کسی کام میں کامیابی محض محنت اور مشقت برداشت کرنے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لئے صحیح اور درست طریق کو اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ دیکھو ایک شخص مدرسہ میں جاتا ہے۔ اور علم حاصل کر لیتا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹتا ہے۔ تو کیا وہ اس وجہ سے کہ مدرسہ جانے والے سے زیادہ محنت اور تکلیف برداشت کرتا ہے۔ علم حاصل کر لیگا۔ جو اس طریق پر عمل کرے گا۔ جو علم کے حاصل کرنے کے لئے مقرر ہے۔ تو اس طرح ہر ایک مذہب والے کو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ تمام مذاہب میں سے ایک ہی مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ سارے کے سارے نہیں۔ کیونکہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ مختلف طریق پر محنت اور مشقت کرنے والوں کو ایک ہی نتیجہ حاصل ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو قانون قدرت میں بھی اس کی کوئی مثال پائی جاتی۔ ایک شخص

جو لکڑیاں کاٹتا رہتا ہے۔ وہ صرف علم کی خواہش رکھنے کی وجہ سے عالم بن جاتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کا قانون یہ نہیں ہے کہ ہر محنت و مشقت ایک ہی نتیجہ پیدا کرے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ کسی مقصد اور مدعا میں اسی وقت کامیابی ہو سکتی ہے۔ جبکہ صحیح اور درست طریق پر عمل کیا جائے۔

کامیابی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے

پس ہر ایک کام جس میں کامیابی حاصل کرنی ہو۔ اس کے لئے یہی ضروری نہیں کہ اس کے لئے محنت کریں راتوں کو جاگیں۔ جسموں کو لگا دیں۔ ارادوں کو قربان کر دیں۔ مالوں کو خرچ کر دیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان صحیح ذرائع کو استعمال کریں۔ جو خدا نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب سے دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اس وقت سے مذہب بدلے اور بدلتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اسلام سب سے آخری مذہب ہے۔ مگر جس طرح کسی وقت یہ نہیں بدلا کہ خدا ایک ہے۔ اسی طرح شروع سے یہ بات چلی آئی ہے۔ اور کبھی نہیں بدلی کہ کسی کام میں انھیں ذرائع سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو اس کے لئے خدا نے مقرر کئے ہوں۔ ان کے علاوہ کبھی نہیں۔ خواہ کتنی ہی محنت و مشقت کیوں نہ برداشت کی جائے۔ صحیح ذرائع سے تھوڑی سی محنت کر کے انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ مگر غلط طریق سے اس سے ہزار گنا محنت کر کے بھی کچھ نہیں حاصل کر سکتا۔ مثلاً علم حاصل کرنے کے جو طریق ہیں۔ ان پر عمل کرے تو علم حاصل کریگا لیکن اس کی بجائے اگر وہ اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کو قتل کر دے۔ چھت سے الٹا لٹکا رہے بھوکا پیاسا بیٹھا رہے۔ اور پھر کہے کہ اللہ منصف نہیں کیونکہ فلاں تو صرف مدرسے جاتا۔ اور کتابیں پڑھتا رہتا ہے۔ اسے علم دیدیا ہے۔ اور میں جس نے اتنی قربانیاں کیں اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ مجھے تو ایک لفظ بھی حاصل نہیں ہوا۔ کیا اس کی یہ بات درست ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ظالم نہیں۔ لیکن چونکہ اس نے ان ذرائع پر عمل نہیں کیا۔ جو خدا نے اس کام کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اس لئے کامیاب نہیں ہو سکا

غلط طریق عمل

بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحیح طریق پر تو عمل نہیں کرتے۔ ہاں بڑی محنت اور مشقت کو کامیابی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس طرح باوجود بہت زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرنے کے ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔

ایمان حاصل کرنے کے طریق

اس وقت میرا اس لمبی تمہید کے بیان کرنے سے ایک خاص منشاء ہے اور وہ یہ کہ ہم لوگ دعوی کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس وہ اسلام ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ اور ہم خواہش رکھتے ہیں کہ اس ایمان کو حاصل کریں۔ جو حقیقی ایمان ہے۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہے۔ اور ہر ایک اس کے لئے مقدور بھر محنت اور کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ کہ کوئی کام صرف محنت اور کوشش سے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا نتیجہ حسب منشاء اسی وقت نکل سکتا ہے۔ جب کہ اس کے لئے صحیح ذرائع سے محنت کی جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو محنت و مشقت خواہ کتنی برداشت کرنی جائے۔ کچھ فائدہ اور نفع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کا جہاں یہ خیال ہے۔ کہ اسلام اور ایمان کے لئے خواہ کوئی قربانی کرنی پڑے اس سے دریغ نہیں ہے اور خدا کے لئے ہر ایک محبوب اور مرغوب چیز کے چھوڑنے کے لئے تیار ہو۔ وہاں اس چھوڑنے کا عمل ان ذرائع سے ہونا چاہئے۔ جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔ بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا سے انھیں ایسا مضبوط تعلق ہو جائے۔ کہ جسے کوئی چیز نہ کاٹ سکے۔ اور ان کے جسم کے ذرے ذرے میں خدا کی محبت اور الفت بھری ہوئی ہو۔ لیکن باوجود اس خواہش کے کہ بہت ہیں۔ جو بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ مگر وہ مدعا حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ان کی کوشش اور سعی اس طریق پر نہیں ہو رہی کہ کامیابی حاصل ہو سکے کیونکہ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک انسان کو اس سے تعلق پیدا کرنے کی سچی خواہش بھی ہو اور وہ صحیح ذرائع سے اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہو مگر کامیاب نہ ہو۔ بعض باتوں میں ایسا ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کام کے لئے خدا نے سب کو پیدا نہیں کیا ہوتا۔ مثلاً ایک شخص پہلوان ہے۔ اس کا جسم خوب مضبوط اور طاقتور ہے۔ اور ایک اور ہے جس کے جسم کی بناوٹ کمزور ہے۔ اب یہ خواہ کتنی ورزشیں کرے۔ خوراکیں کھائے جسم کے فربہ ہونے کے قواعد کی پابندی کرے۔ اس سے کچھ تو اس کا جسم مضبوط ہو جائیگا مگر یہ نہیں ہوگا کہ پہلوان ہو جائے۔ کیونکہ سب انسان پہلوان بننے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہاں سب انسان ایماندار بننے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو ایماندار بننے کی خواہش بھی ہو۔ اور وہ اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہو۔ اور وہ کوشش صحیح طریق پر بھی ہو۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر ایسا ہو تو پھر خدا ظالم ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ انسانوں میں عرفان حاصل کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے۔ لیکن ایمان کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ تمام انسان خواہ وہ کہیں کے رہنے والے ہوں کوئی زبان بولنے والے ہوں۔ کسی مذہب کے پابند ہوں۔ ان میں ایمان اور ایقان حاصل کرنے کی قوت رکھی گئی ہے۔ کیونکہ اسی لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ پس اگر خواہش اور کوشش کے باوجود یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ تو یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے۔ کہ اس کے لئے وہ ذرائع استعمال نہیں کئے گئے جو صحیح ہیں۔ اور جن کا یہ حال ہو ان کو سمجھنا چاہئے۔ کہ ان کی کوششیں ضائع اور محنتیں اکارت گئیں۔ کیونکہ انھوں نے ان طریق پر عمل نہیں کیا جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔

ایمان حاصل کرنیکے طریقوں کی قسمیں۔

ایمان اور ایقان کے حاصل کرنے کے طریق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً علم پڑھنے میں ظاہری سامان تو یہ ہیں۔ کہ انسان مدرسہ جاتا ہے۔ کتابیں

اس کے پاس ہوں - یہ تو اس کے اختیار میں ہے - لیکن یہ اختیار میں نہیں - کہ ہر ایک وہ بات جو اسے بتائی جائے - وہ اس کی سمجھ میں بھی آ جائے - یہ اس کے جانے کا نتیجہ تو ہے - لیکن اس کے اختیار کی بات نہیں ہے - اسی طرح حصول ایمان کے لئے دو قسم کی باتیں ہیں - ایک وہ جن پر انسان کو اختیار ہے - اور جن کے لئے وہ اپنے نفس کو مجبور کر سکتا ہے - اور دوسری وہ جن پر اسے کوئی اختیار نہیں - اور نہ ہی نفس کو ان کے لئے مجبور کر سکتا ہے - ہاں وہ پہلی قسم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں - تو گویا یوں کہنا چاہئے - کہ حصول ایمان کے لئے دو ذرائع ہیں - جن میں سے ایک کے لئے تو انسان بلا واسطہ مجبور ہے - اور دوسرے کے لئے بالواسطہ - پس ایمان کے لئے عرفان کی ضرورت ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص بلا واسطہ نفس پر زور دیکر پیدا کرے - بلکہ یہ ان ظاہری اسباب پر عمل کرنے کا نتیجہ ہوگا جو انسان کے اختیار میں ہیں - یعنی وہ کام جن کے کرنے کا اسے حکم دیا گیا ہے - ان کو عمل میں لائے اور جن سے روکا گیا ہے - ان سے باز رہے - اگر وہ ایسا کریگا تو اس صورت میں لازمی نتیجہ عرفان پیدا ہوگا - اور اگر ایسا نہیں کرے گا - تو اس کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہو سکیگا - تو عرفان پیدا کرنے کا انسان کو حکم ہے مگر اس کے لئے وہ اپنے نفس کو مجبور نہیں کر سکتا - ہاں جن اسباب سے وہ پیدا ہوتا ہے - ان کے لئے مجبور کر سکتا ہے -

سب طریقوں پر عمل کرنا ضروری ہے

کئی لوگ ان اسباب کو کام میں لائے بغیر عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں - جو ناکام رہتے ہیں - بعض صرف یہ چاہتے ہیں - کہ ہمیں خدا سے محبت ہے - اس لئے عرفان حاصل ہو جانا چاہئے - حالانکہ محض محبت کا اقرار کرنے سے عرفان حاصل نہیں ہو سکتا - بلکہ محبت کے ظہور کی بھی ضرورت ہے - تو بعض لوگ اس لئے کامیاب نہیں ہوتے - کہ غلط طریق اختیار کرتے ہیں - اور صحیح کو چھوڑ دیتے ہیں - اور بعض اس لئے کہ تمام طریقوں پر عمل نہیں کرتے - بعض پر کرتے ہیں - اس لئے ان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا - ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص مکان تعمیر کرنے کے لئے دو دیواروں کو تو پچاس پچاس فٹ بلند کر دے اور باقی دو کو بالکل چھوڑ دے - اس کا مکان کبھی مکمل نہیں ہوسکیگا ہاں وہ شخص جو چاروں دیواروں کو دس دس فٹ بلند کر لیتا ہے - اس کا مکان مکمل ہو جائیگا - تو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے - کہ ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں - اور صحیح ذرائع ہوتے ہیں - مگر چونکہ سارے نہیں ہوتے اس لئے جس طرح بعض دیواروں کے بلند کر لینے سے مکان مکمل نہیں ہو سکتا - اسی طرح ایمان بھی مکمل نہیں ہو سکتا - اس لئے نہایت ضروری ہے کہ سارے ذرائع پر عمل کیا جائے - یہ نہیں کہ دن رات نمازیں ہی پڑھتا رہے - مگر روزے چھوڑ دے - یا سارا سال روزے رکھا کرے - مگر نمازیں ترک کر دے - بیشک یہ ذرائع ہیں - اور درست ذرائع ہیں - مگر ایک کو چھوڑ کر دوسرے پر زیادہ زور دینے سے کامیابی نہیں ہو سکتی - پس ایمان کو جو دیواریں مکمل کرتی ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی پورا نہیں کیا جاتا - تو کامیابی نہیں ہو سکتی -

میں نے جو آیت اس وقت پڑھی تھی - اس نے ایمان کو قائم کرنے والی ایک دیوار بتانا چاہتا تھا - مگر وقت نہیں رہا - اس لئے پھر جب اللہ تعالیٰ توفیق دیگا بیان کرونگا -

سلطان عبد الحمید ثانی کا انتقال

امسٹرڈم کے راستہ سے قسطنطنیہ کی خبر لنڈن میں پہنچی ہے کہ سلطان عبد الحمید خاں سابق سلطان ٹرکی جسے ایک عرصہ سے معزول کر کے قید کر دیا گیا تھا - پھیپھڑوں کی سوزش کی وجہ سے قید ہستی سے آزاد ہو گیا ہے - اس سے پہلے کئی دفعہ اس کی وفات کی خبریں شائع ہو کر غلط ثابت ہو چکی ہیں - اس لئے نہ معلوم اس دفعہ کی خبر کہاں تک درست ہے -

ایک غیر احمدی معترض کے چند اعتراضات اور انکے جواب

پانچواں اعتراض

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے تتمہ صفحہ ۱۳۲ - ۱۳۳ - میں فرماتے ہیں :-

" جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں - اس نکاح کے ظہور کے لئے - جو آسمان پر پڑھا گیا - خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی - جو اسی وقت شائع کی گئی تھی - اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک - پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا - تو نکاح فسخ ہو گیا " ۔

اس عبارت میں جو یہ بیان ہوا ہے - کہ مطابق الہام الٰہی کے ان لوگوں نے الہامی شرط کو پورا کر دیا - تو نکاح فسخ ہو گیا - اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے - کہ نکاح کے ہونے کی جو پیشگوئی تھی - وہ آئندہ زمانہ کے متعلق ایک خبر تھی اور اصول کا یہ مسئلہ ہے کہ اخبار مستقبلہ میں نسخ نہیں ہوتا - اس لئے مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ نکاح فسخ ہو گیا ہے - درست نہیں ہے - اس کے جواب میں معترض کو معلوم ہونا چاہئے - کہ اس کا یہ دعویٰ ہرگز درست نہیں ہے کہ اخبار مستقبلہ میں نسخ نہیں ہوتا

کتاب حصول المامول طبع قسطنطنیہ جو امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الفحول کا ملخص ہے - اس کے صفحہ ۱۴۹ میں نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں

" فی جواز نسخ الاخبار - فیہ تفصیل وھو ان یقال انکان خبرًا عما لا یجوز تغیرہ کقولنا العالم حادث فھذا لا یجوز نسخہ بحال و ان کان عما یجوز تغیرہ فاما

ان یکون ماضیا او مستقبلا - والمستقبل اما ان یکون وعدا او وعیدا او خبرا عن حکم کالخبر عن وجوب الحج فذھب الجمھور الی جواز النسخ لھذا الخبر بجمیع ھذہ الاقسام"

(ترجمہ) اخبار یعنی خبروں کے جواز نسخ میں تفصیل ہے اگر ایسی ہیں - کہ جن میں تغیر کبھی ہو ہی نہیں سکتا - جیسے کوئی کہے کہ دنیا پیدا شدہ ہے - ایسی خبروں میں تو نسخ کسی طرح ہو نہیں سکتا - اور اگر ایسی خبریں ہیں کہ ان میں تغیر اور تبدیلی ہو سکتی ہے - تو ایسی خبروں میں خواہ متعلق ماضی ہوں یا مستقبل - پھر مستقبل کی خبریں خواہ وعدہ کی قسم سے ہوں - یا وعید کی قسم سے - ان سب میں نسخ واقع ہو سکتا ہے - اور یہی جمہور کا مذہب ہے

پھر کتاب تنقیح الفصول فی الاصول مولفہ شہاب الدین ابی العباس احمد بن ادریس مالکی کے صفحہ ۱۳۵ میں امام فخر الدین رازی کا جو مذہب لکھا ہے - وہی بالکل حصول المامول کی عبارت کے ساتھ ملتا ہے - اصل عبارت یہ ہے -

"قال الامام فخر الدین اذا کان الخبر خبرا عما لا یجوز تغیرہ کالخبر عن حدوث العالم فلا یتطرق الیہ النسخ وان کان عما یجوز تغیرہ وھو اما ماض او مستقبل والمستقبل اما وعد او وعید او خبر عن حکم کالخبر عن وجوب الحج فیجوز النسخ فی الکل"

ان عبارات سے معترض کا یہ دعویٰ ٹوٹ گیا - کہ اخبار مستقبلہ میں نسخ نہیں ہو سکتا - کیونکہ علم الاصول کے یہ حوالجات معترض کے دعوے کی تردید کرتے ہیں پھر ہم فرض کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ اگر بطور محال اصول کا مسئلہ ویسے ہی ہوتا جیسے کہ معترض کہتا ہے تو اسے خود سوچنا چاہئے - کہ یونس کی پیشگوئی کا جس میں یہ بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے - کہ ۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا - مگر عذاب نازل نہ ہوا - حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح بھی نہ تھی - اس کے پاس کیا جواب ہے - کیا وہ آئندہ زمانہ کی خبر نہ تھی؟ اگر خبر تھی - تو معترض کے اصل کے مطابق اس میں کیوں نسخ ہوا -

چھٹا اعتراض

اسی معترض کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ چونکہ کتب سابقہ محرف اور مبدل ہیں - اور نیز منسوخ ہو چکی ہیں - اس لئے اناجیل اور ملاکی نبی کی کتاب سے جو استدلال پیش کیا جاتا ہے کہ مسیح نے الیاس کے آنے سے یحییٰ کا آنا مراد لیا ہے - صحیح نہیں - دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم - کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب (بخاری)

معترض کے پیش کردہ دونوں عذرات میں سے پہلے حدیث کے عذر کا جواب دیا جاتا ہے - پوری حدیث یہ ہے - عن ابی ھریرۃ قال کان اھل الکتاب یقرؤن التوراۃ بالعبرانیۃ و یفسرونھا بالعربیۃ لاھل الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا - الآیۃ -

یعنی اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کے سامنے عربی زبان میں بیان کرتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کی تکذیب یا تصدیق کچھ نہ کیا کرو - اور یہی کہو کہ ہم جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ہم سے پہلے اتارا ہے اس کو بھی مانتے ہیں - اور جو ہماری طرف اتارا گیا ہے اس کو بھی مانتے ہیں -

اس حدیث پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات اور اناجیل کی تصدیق یا تکذیب سے نہیں روکا ہے - بلکہ اہل کتاب جو تفسیر کرتے تھے - اس کی تکذیب یا تصدیق سے منع کیا ہے - دوسرے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے خود اسی بخاری میں حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - بلغوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج "کہ میری چھوٹی سی چھوٹی بات لوگوں کو پہنچاؤ - اور بنی اسرائیل سے روائت کرو اس میں کوئی حرج نہیں - چنانچہ اس کی شرح میں علامہ عینی جلد ۷ صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے " قال مالک المراد جواز التحدیث عنھم بما کان من امر حسن اما ما علم کذبہ فلا - یعنی اس حدیث کو بنی اسرائیل کی اچھی باتوں کا روائت کرنا جائز نکلا ہاں جس کے جھوٹا ہونے کا علم ہو وہ نہیں - اور آگے چل کر اسی حدیث کی شرح میں عینی - فتح الباری - قسطلانی تینوں میں لکھا ہے " وانما قال ولا حرج لانہ قد تقدم منہ صلی اللہ علیہ وسلم الزجر عن الاخذ عنھم والنظر فی کتبھم ثم حصل التوسع فی ذلک وکان النھی قبل استقرار الاحکام الشرعیۃ والقواعد الدینیۃ خشیۃ الفتنۃ ثم لما زال المحذور وقع الاذن فی ذلک لما فی ذلک من الاعتبار عند سماع الاخبار التی وقعت فی زمانھم یعنی یہ جو آنحضرت صلعم نے اس حدیث میں لا حرج کا لفظ فرمایا یہ اس لئے فرمایا کہ اس سے پیشتر آنحضرت صلعم نے اہل کتاب سے روائت کرنا - اور ان کی کتابوں کا دیکھنا روک دیا تھا - اب لا حرج فرما کر آپ نے اجازت دیدی - اور روک اور ممانعت جو تھی وہ احکام شرعی اور قواعد دینی کے اچھی طرح قائم ہو جانے سے پہلے کی تھی - کہ مبادا اس سے کوئی فتنہ پیدا ہو پھر جب یہ خوف اور اندیشہ جاتا رہا - تو آپ نے اس بات کی اجازت دیدی - کیونکہ جو واقعات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے تھے - ان کے سننے سے عبرت حاصل ہوتی ہے -

اس شرح سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ جو حدیث معترض نے پیش کی ہے - وہ ابتدائی زمانہ کی تھی - اور اس کے بعد آنحضرت صلعم نے دوسرا حکم دے دیا تھا اب رہا معترض کا یہ عذر کہ کتب سابقہ محرف

اور مبدّل ہیں اور نیز منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ملاکی نبی کی کتاب اور اناجیل سے جو یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے الیاس کے آنے سے یحییٰ کا آنا مراد لیا ہے۔ تو یہ کوئی حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک گذشتہ زمانہ کا ایسا واقعہ ہے۔ جس میں نسخ جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب کے باب ۴ میں یہ لکھا ہے کہ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پہلے میں ایلیاہ (الیاس) نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اور متی باب ۱۱ - ۱۲ - اور مرقس باب ۹ میں لکھا ہے۔ کہ مسیح کے شاگردوں نے اس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں۔ کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے۔ تو مسیح نے انہیں جواب دیا کہ "الیاس البتہ پہلے آئیگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا۔ پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا۔ اور الیاس جو آنے والا تھا یہی یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے۔" اور یہ ظاہر ہے کہ اس گذشتہ واقعہ کو منسوخ کرنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔

باقی رہی تحریف و تبدیل سو اس کی نسبت تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔ "واعلم ان التوراة والانجیل الذین عند الیہود والنصاریٰ الان اختلف فیہما اہل العلم بل ان ومحرفان لفظاً او تاویلاً فذہب طائفۃ من الفقہاء والمحدثین الی ان ذالک انما وقع فی التاویل فقط کما صرح به البخاری واختارہ الفخر الرازی وغیرہ۔ لقولہ تعالیٰ فأتوا بالتوراة فاتلوھا ان کنتم صادقین وھو امر للنبی صلعم بالاحتجاج بہا والمبدل لا یحتج بہ" یعنی جان لے کہ تورات اور انجیل جو اس وقت یہود و نصاریٰ کے پاس موجود ہیں ان کے متعلق اختلاف ہوا ہے۔ کہ آیا ان میں جو تحریف اور تبدیلی ہے۔ وہ باعتبار لفظوں کے ہے۔ یا اس سے یہ مراد ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ معنی کرنے میں تحریف کرتے تھے۔ جیسے آجکل کے مولوی۔ سو فقہا اور محدثین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے کہ یہ تحریف و تبدیل معنوی ہے۔ جیسا کہ بخاری اور فخر رازی نے تصریح کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کو فرمایا ہے کہ اہل کتاب سے کہو تورات لا کر پڑھیں اگر وہ سچے ہیں۔ اور یہ کہنا گویا آنحضرت صلعم کو حکم دینا ہے کہ تورات سے استدلال کرو حالانکہ اگر تورات میں لفظی تبدیلی ہوتی۔ تو اس سے دلیل نہ پکڑی جاتی۔

پھر مفردات راغب جو قرآن مجید کے لغات بیان کرنے میں ایک عمدہ کتاب سمجھی گئی ہے۔ اس میں بھی معنوی تحریف کی ہی تائید کی گئی ہے۔ چنانچہ اس میں قرآن مجید کی آیت کا ٹکڑہ دے کر لکھا ہے

"یحرفون الکلم۔ جمع الکلمۃ قیل انہم کانوا یبدلون الالفاظ ویغیرونہا وقیل انہ کان من جہۃ المعنی وھو حملہ علی غیر ما قصد بہ واقتضاہ وھذا امثل فی القولین فان اللفظ اذا تداولتہ الالسنۃ واشتہر یصعب تبدیلہ"

یعنی قرآن مجید میں جو یحرفون الکلم اہل کتاب کی نسبت وارد ہوا ہے۔ اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ الفاظ میں تبدیلی اور تغیر کر دیتے تھے۔ اور دوسرے یہ کہ معنی کرنے میں جو اصل مقصود ہوتا تھا۔ اس کے خلاف معنی کرتے تھے۔ اور یہی قول مرجح ہے۔ کیونکہ الفاظ جب مشہور ہو جائیں تو ان میں تبدیلی کرنا مشکل ہے۔

پھر تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔ "قال عبدالرحمن بن خلدون فی کتاب العبر۔ واما ما یقال من ان علماءھم بدلوا مواضع من التوراة بحسب اغراضہم فی دیانتہم فقد قال ابن عباس علی ما نقل عنہ البخاری فی صحیحہ ان ذلک بعید وقال معاذ اللہ ان تعمد امۃ من الامم الی کتابہا المنزل علی نبیہا فتبدلہ او ما فی معناہ قال وانما بدلوہ وحرفوہ بالتاویل ویشہد لذلک قولہ تعالیٰ وعندھم التوراة فیہا حکم اللہ ولو بدلوا من التوراة الفاظہا لم یکن عندھم التوراة التی فیہا حکم اللہ وما وقع فی القرآن من نسبتہ التحریف والتبدیل فیہا الیہم فانما المعنی التاویل اللہم الا ان یطرقہا التبدیل فی الکلمات علی طریق الغفلۃ وعدم الضبط وتحریف من لا یحسن الکتابۃ بنسخہا فذلک یمکن فی العادۃ لا سیما وملکہم قد ذہب وجماعتہم انتشرت فی الآفاق فاستوی الضابط منہم وغیر الضابط والعالم والجاہل ولم یکن وازع یحفظ لہم ذلک لذہاب القدرۃ بذہاب الملک فتطرق من اجل ذلک الی صحف التوراة فی الغالب تبدیل وتحریف غیر معتمد من علمائہم واحبارہم ویمکن مع ذلک الوقوف علی الصحیح منہا اذا تحری القاصد لذلک بالبحث عنہ"

یعنی ابن خلدون لکھتا ہے کہ "یہ جو کہا جاتا ہے کہ اہل کتاب کے علماء نے تورات کے کئی موقعوں میں اپنی حسب منشا تبدیل کر دی ہے۔ سو ابن عباسؓ نے فرمایا ہے جیسے کہ صحیح بخاری نے ان سے نقل کیا ہے کہ ایسا ہونا بعید ہے۔ اور انہوں نے کہا خدا کی پناہ کہ کوئی اُمت اپنے نبی پر اتری ہوئی کتاب کو تبدیل کرے۔ اہل کتاب نے جو تبدیل اور تحریف کی ہے۔ وہ تو معنی کرنے میں ہے۔ اور اس بات کی شہادت قرآن مجید کی یہ آیت بھی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اگر توراة میں لفظی تبدیلی ہوتی۔ تو کبھی نہ کہتا کہ ان کے پاس اللہ کا حکم ہے۔" لفظی تبدیلی و تحریف بوجہ غفلت اور عدم ضبط اور نقل کرنے والے کے اچھا نہ ہونے کے عادۃً ممکن ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ان کی سلطنت نہ رہی تھی۔ اور ان کی جماعت منتشر ہو گئی تھی۔ اور کوئی محافظ نہ تھا۔ لیکن تبدیل و تحریف علماء اور احبار کی طرف سے نہ تھی۔ اور باوجود ان سب باتوں کے اگر کوئی توراة کی صحیح باتوں کو معلوم کرنا چاہے۔ تو اس کا امکان ہے۔"

پس ان حوالوں سے ٹھیک ثابت ہوگیا۔ کہ معترض کا یہ عذر بھی صحیح نہیں ہے۔ اور کتب سابقہ میں جو تحریف یا تبدیلی ہوئی ہے۔ وہ اس حد تک نہیں ہے۔ کہ اس کی وجہ سے استدلال کرنا صحیح نہ ہو۔

پھر یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ اس حوالہ میں اہل کتاب کو تحریف کرنے سے فائدہ کیا پہنچ سکتا ہے۔ تحریف کرنے کے لئے بھی تو آخر کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ حالانکہ یہود اور نصاریٰ دونوں اس حوالہ کی صحت پر متفق ہیں۔ پھر اگر کتب سابقہ میں ایسی ہی تحریف ہوگئی ہے۔ جیسے کہ معترض کا خیال ہے۔ تو وہ بتائے تو سہی کہ قرآن مجید میں پھر ایسی آیات کیوں ہیں جن میں کھلے کھلے طور پر کتب سابقہ کا [illegible] احترام کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ فاسئلوا اھل الذکر (نحل) (ای اہل التوراۃ والانجیل۔ الیہود والنصاریٰ) اور فرمایا الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (اعراف) اور فرمایا یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب (مائدہ) (ای التوراۃ والانجیل) اور فرمایا وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ یحکم بھا النبیون (مائدہ) (ولو بدلوا من التوراۃ الفاظھا لم یکن عندھم التوراۃ التی فیھا حکم اللہ) اور فرمایا وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ (بقرہ) (ای صدقوا ما انزلت علی محمد من القرآن والقرآن مصدق لما مع الیہود من بنی اسرائیل من التوراۃ) اور فرمایا قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین (آل عمران) اور فرمایا فاسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک (یونس)

بالآخر میں کہتا ہوں کہ اگر معترض کا خیال صحیح ہوتا تو آنحضرت صلعم عبداللہ بن سلام کو کبھی یہ نہ فرماتے۔ کہ تم ایک رات قرآن پڑھ لیا کرو۔ اور دوسری رات توراۃ جیسے کہ ابن عساکر سے کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۰ میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن عبد اللہ بن سلام انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی قرات القرآن والتوراۃ فقال اقرء بھذا لیلۃ و بھذا لیلۃ۔

فضل الدین۔ وکیل

ضروری اطلاع

بخدمت ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اُمید ہے کہ براہ نوازش ذیل کا نوٹ درج اخبار فرماکر مشکور فرمائیں گے۔

افراد و انجمنوں کے چندوں کی بالتفصیل رپورٹ جلسہ میں سنانیکا تو وقت ہی نہ ملا۔ اور بعض احباب نے یہ بھی فرمایا کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے قرب و دیدار و کلام سے مستفیض ہونے اور اپنے دوسرے احمدی برادران سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ حساب کتاب کرنے نہیں آئے۔ مگر اب انشاء اللہ بہت ہی جلد مفصل رپورٹ تمام ضلعوں کی چھوٹی بڑی انجمنوں اور افراد کے چندوں کی شائع ہونے والی ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد کے ساتھ اخلاص میں بھی بڑی ترقی نظر آتی ہے۔ مگر فرط جوش میں بہت سے احباب جو بات اکثر بھول جاتے ہیں۔ اور جو اکثر یاد دلانیکی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاص تحریکات کے معنی یہ نہ سمجھے جائیں کہ معمولی ماہوار چندوں کی ترقی روک کر کسی خاص تحریک میں حصہ لیا جائے۔ معمولی چندے بہرحال ضروری ہیں صدر انجمن کے ہوں۔ یا ترقی اسلام کے جلسہ کے بعد شریک جلسہ ہونے والے جوش سے کر واپس جاتے ہیں۔ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے۔ کہ جلسہ کے بعد چندہ کی باقاعدگی بھی خاص طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ بعض مقامات پر کوئی خاص وجوہات ہو جائیں۔ تو یہ بات الگ ہے۔ لیکن احباب کو اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ باقاعدگی سے ادنیٰ نیکی کا ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور کسی جماعت کے چندہ کا باقاعدہ نہ آنا اس جماعت اور بالخصوص کارکنوں کے متعلق استقلال کا خیال نہیں پیدا کرتا۔ خواہ مجموعی طور پر چندہ بڑھ ہی کیوں نہ جائے الاستقامۃ فوق الکرامۃ نیازمند

عبد المغنی سکرٹری فنانشل کمیٹی قادیان

وفات مسیح و صداقت مسیح موعود

ان مضامین پر جناب حافظ روشن علی صاحب نے سالانہ جلسہ پر جو تقریر فرمائی تھی اسے بعض احباب کی تحریک پر بصورت رسالہ شائع کرنے کی تجویز ہے۔ چنانچہ اسے مفصل قلمبند کر کے جناب حافظ صاحب کو سنا دینے کے بعد لکھوانا شروع کرا دیا گیا ہے۔ چونکہ تقریر نہایت اہم مسائل پر بہت مدلل اور زبردست تھی۔ اس لئے سمجھدار لوگوں میں اس کا تقسیم کرنا انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ اسی لئے تھوڑی تعداد کے علاوہ بعض دوستوں نے سو سو اور بعض نے پچاس پچاس کا پیاں لینے کا وعدہ کیا ہے۔ دیگر احباب بھی اگر پیشتر اطلاع دے دیں تو ان کی فرمائشوں کو مدنظر رکھ کر چھپوائی جائے۔ ورنہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شملہ والی تقریر تھوڑی تعداد میں چھپوانے کی وجہ سے اکثر احباب کو نہیں مل سکی۔ اسی طرح اس کے متعلق ہوگا۔ کیونکہ گرانی کی وجہ سے زیادہ تعداد میں چھپوانا مشکل ہے۔ یہ تقریر غالباً ۱۸×۲۲ کے چالیس صفحوں پر آئیگی۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ اچھا لگایا جائے گا۔ قیمت فی ۲۰ سو اور ایک روپیہ کی آٹھ ہونگی۔

خاکسار

غلام نبی (مبلانوی)

ایڈیٹر الفضل قادیان

ہنگامۂ یورپ

حالات روس

عہد نامہ یوکرائن

لنڈن - ۱۱ - فروری - اسٹرڈم بریسٹ لٹووسک سے برلن ہوتا ہوا ایک تار مظہر ہے - کہ برن کول مین نے یوکرائن کے ساتھ ۹ - فروری کو صبح کے ۲ بجے صلح کی آخری نشست کی - اس کے بعد دوران تقریر میں انھوں نے یہ امید ظاہر کی کہ اس چھوٹی سی آزاد ریاست کے ساتھ جو صلح ہوئی ہے - وہ موجودہ تاریخ میں سب سے پہلی ہے یوکرائین کے صدر نے نہایت خوشی کے ساتھ صلح کے متعلق اظہار خیالات کیا - اور کہا کہ فریقین کی حریت و آزادی کے لئے اس جنگ کے بعد صلح ہوجانا ہمارے مفاد کے لئے نہایت ہی بہتر ہے - اس کے بعد عہد نامہ پر دستخط ثبت کر دیئے گئے -

لنڈن - ۱۱ فروری - اسٹرڈم بریسٹ لٹوسک سے کل کا ایک تار مظہر ہے جس میں روسی نمایندوں کے صدر نے آج کی صلح کی آخری نشست میں بیان کیا کہ عہد نامہ صلح پر ہمیں از حد مسرت ہے - اور اعلان کیا کہ اب روس کی جنگ جرمنی - آسٹریا ہنگری - ٹرکی اور بلغاریہ سے ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی - اور حکم دیدیا کہ جس قدر روسی فوجیں مختلف محاذوں پر موجود ہیں واپس آجائیں -

صلح کے متعلق جرمنی کا بیان

۱۱- فروری اسٹرڈم برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ یوکرائن کے ساتھ جو صلح ہوئی ہے اس سے آسٹریا - ہنگری - اور یوکرائنی محاذ بھی بہت جلد صاف ہوجائیگا - اور عنقریب اس کے لئے ایک کمیشن مقرر ہونے والا ہے - مقبوضہ علاقوں پر عہد نامہ کے بعد بہت جلد عوام کے حسب منشا کارروائی شروع کی جائیگی - اور کسی قسم کا جنگی تاوان جانبین کو نہیں دیا جائیگا - جس قدر قیدی ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں میں بھیج دیئے جائیں گے - اور بہت جلد فریقین میں اقتصادی تعلقات قائم ہوجائیں گے۔

صلح کے متعلق لنڈن کے اخبارات کی رائے

لنڈن ۱۱- فروری - لنڈن وسطی اور یوکرائن کے درمیان جو صلح ہوئی ہے - اس پر لنڈن کے اخبارات لکھتے ہیں - کہ اس صلح سے روس پر جرمنی کا ایک زبردست گھونسہ پڑا ہے - لیکن آیا یہ بھی درست ہے - کہ برلن اور وائنا میں خوراک کی بہم رسانی کا کچھ انتظام ہوا ہے یا نہیں - جو اطلاعات خوراک کے متعلق اس وقت تک برطانیہ کو موصول ہوئی ہیں - ان سے پتہ چلتا ہے - کہ غنیم کے پاس گذشتہ سال کے مقابلہ میں اس وقت بہت کمی ہوگئی ہے - اور خوراک کا جو قلیل ذخیرہ اس وقت جرمنی میں موجود ہے اس پر روس کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں - غنیم کے ملک کی بہت سی کلیں اور شکر سازی کے کارخانے تباہ ہوچکے ہیں - لیکن پھر بھی جرمنوں نے فصل خریف کے لئے اپنی اصلاح کرلی ہے

اس صلح سے جرمنی کی سیاسی حالت کو بہت فائدہ پہنچا ہے - چنانچہ حکومت جرمنی نے ریلوں کی آمد و رفت اور تجارتی درآمد برآمد میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونے دی - لیکن ابھی مسئلہ خرچ اس کے پیش نظر ہے - اگر بولشویکوں کا یہ بیان صحیح ہے - کہ راڈا کی طاقت اس وقت زائل ہوچکی ہے - تو بولشویکوں سے جنگ کرنے کے لئے آسٹرو جرمن کمک مل سکتی ہے - ایسی ہی کارروائی فنلینڈ میں بھی ہورہی ہے - چنانچہ اخبارات کی یہ رائے ہے - کہ اتحادی اور سلطنت برطانیہ مختلف روسی جماعتوں کو جو جائز سے جائز مدد ہوسکتی ہے - دینے پر آمادہ ہیں۔

حالات فرانس

مغربی محاذ پر جرمنوں کی طیاریاں

لنڈن ۱۰- فروری رویٹر کا نامہ نگار برطانی فوجی مستقر سے اطلاع دیتا ہے کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ہمارے جارحانہ کارروائیوں میں چند روز سے جو رکاوٹیں حائل ہوگئی ہیں - اس کے برخلاف جرمن نہایت سرگرمی اور مستعدی سے اپنے ذخیرہ میں اضافہ کر رہے ہیں - اور ہماری مختلف چوکیوں پر ہوائی حملے بھی کرتے ہیں ہمیں غنیم کے طریق حملہ آوری کا ابھی تک کچھ علم نہیں - بہرکیف ہم اپنی مدافعت کے لئے انتہائی کوشش کررہے ہیں - باوجود خرابی موسم ہمیں غنیم کی افواج کی نقل و حرکت اور سامان حرب کی باربرداری کا پوری طرح علم ہے -

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل کے لئے شائع ہوا